OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 8 Issue 3 (July-September 2025)

بدھ مت اور اسلام میں تصور روح: تحقیقی و تقابلی مطالعہ

The Concept of Soul in Budduism and Islam: A Critical and Comparative Study

Atique Ahmad

Doctoral Candidate, Lahore Garrison University, Lahore

Dr. Hafiz Irfanullah

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

Dr. Hafiz Muhammad Hamid

Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

Abstract

This article undertakes a critical and comparative study of the concept of the soul in Buddhism and Islam, highlighting both convergences and divergences between the two traditions. The study reveals that while Buddhism largely denies the existence of an eternal and independent soul (*Atman*), it upholds the doctrines of *karma*, *rebirth*, and *nirvana* as central to human destiny. According to Buddhist thought, the continuity of existence is explained not through an enduring soul but through the causal chain of deeds, where past actions shape future lives, and ultimate liberation (*nirvana*) signifies freedom from the cycle of rebirth and suffering. In contrast, Islam affirms the soul as a divinely created, subtle, and enduring

entity that governs life and remains after death, accountable for its deeds in the Hereafter. The Qur'an and Hadith emphasize the soul's transcendental nature, its connection to divine command, and its role in eternal salvation or punishment. The paper further notes similarities in ethical teachings—such as self-purification, moral discipline, and detachment from worldly desires—yet underscores fundamental differences regarding theism, afterlife, and salvation. It concludes that while both religions aim at human moral refinement and ultimate liberation, their metaphysical foundations diverge significantly, with Islam grounding the soul's reality in divine revelation and accountability, and Buddhism construing liberation through self-realization and negation of soul's permanence.

Keywords: Soul, Reincarnation, Karma, Afterlife, Narwan Comparative Religion

تمہید

انسانی روح کا تصور دنیا کے بڑے مذاہب و فلسفوں میں ہمیشہ سے ایک نہایت اہم اور بنیادی موضوع رہا ہے۔ روح کی حقیقت، اس کا ماخذ، اس کی بقا اور اس کے ساتھ جڑی ہوئی اخلاقی و مذہبی ذمہ داریاں انسانی فکر و عقیدہ کا مرکز رہی ہیں۔ بدھ مت اور اسلام، جو دنیا کے دو بڑے مذاہب ہیں، اس مسئلے پر بالکل مختلف نقطہ ہائے نظر پیش کرتے ہیں۔ بدھ مت روح کے مستقل وجود کا انکار کرتا ہے اور انسانی حیات کو "اواگون" یعنی تناسخ اور "کرم" یعنی اعمال کے قانون سے وابستہ قرار دیتا ہے۔ بدھ مت کے نزدیک نجات کا اصل مقصد نروان (اطمینان قلب اور خواہشات سے آزادی) ہے، جو روح کی بقا کے بجائے خواہشات کے خاتمے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام روح کو ایک لطیف، ازلی و ابدی اور خالق کے حکم سے وجود میں آنے والی حقیقت قرار دیتا ہے، جو جسمانی زندگی کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور اعمال کی جوابدہی کرتی ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں روح کا تصور انسانی وجود کی اصل حقیقت اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس تحقیقی و تقابلی مطالعے کا مقصد بدھ مت اور اسلام میں روح کے نظریے کو واضح کرنا، ان کے درمیان مماثلت اور اختلافات کو اجاگر کرنا اور یہ دکھانا ہے کہ دونوں مذاہب انسانی اخلاقی اصلاح اور روحانی ارتقاء پر زور دیتے ہیں، اگرچہ ان کی مابعد الطبیعیاتی بنیادیں ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔

بدھ مت کا نظریہ روح

بدھ کا کہنا ہے کہ میرے دھرم کو اختیار نہ کرنے والے جاہل ہیں روح کے مختلف حالتوں پر بحث کرتے ہیں لیکن جنہوں نے نئی زندگی کو پالیا وہ جان گئے ہیں میں کوئی چیز نہیں۔ منکر روح گوتم بدھ اپنے ہشت جزوی طریقہ پر رہتے ہوئے کہتاہے کہ جب تک نروان حاصل نہیں ہوتا اس وقت تک انسان اواگون کے چکر میں رہتاہے اسی طرح وہ تناسخ کا قائل تھا اگر روح ہی نہیں تو اگلا جنم کیسے ہوتاہے اس بارے میں گوتم بدھ کی تعلیمات واضح ہیں کہ جب انسان مرتاہے تو اس کے اعمال کے مطابق نئے انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔ بدھ مصنفین کے مطابق روح سے انکار کے باوجود دوسرا جنم اس طرح ممکن ہے جس طرح ایک دیے سے دوسرا دیا جلایا جاتاہے اگر کوئی بے گناہ اس دنیا میں دکھ پاتاہے تو وہ کہتاہے کہ ضرور یہ میرے عمل کا نتیجہ ہے لیکن روح کی عدم موجودگی میں دکھ دینے والے اور دکھ پانے والے انسان میں موازنہ کیسے ممکن ہے۔"بدھ کہتاہے" موازنہ تو اس میں ہے جو انسان کے مرجانے اور جوہر کے گل جانے کے بعد میں باقی رہتاہے۔یعنی انسان کے ابدی اعمال، خیالات اور الفاظ گوتم بدھ کی بنیادی تعلیمات کے مطابق یہ کائنات جس کے تمام مظاہر ہر وجود اور تمام ساکنات اور محرکات بے روح ہیں۔ گوتم بدھ نے روح کی حقیقت کے بارے میں کوئی واضح عقیدہ پیش نہیں کیا اور نہ ہی "آتما"(یعنی انسانی روح) کی کوئی ایسی تعریف بیان کی ہے جس کی بدولت روح کا کوئی تصور قائم کیا جاسکے۔ بقول گوتم بدھ

> "بھکشوو! جب یہ ممکن نہیں کہ ایک شخصیت (یعنی روح یا آتما) اور اس شخصیت کے متعلق صفات ہمارے ذہن میں آجائیں ہم یقین کے ساتھ کہہ سکیں ہم نے اس کا جو تصور قائم کیاہے وہ صحیح ہے تو پھر کسی کا یہ عقیدہ کا رکھنا حماقت ہے یا نہیں کہ میں نے دنیا کو اپنی شخصیت کو ٹھیک ٹھیک پہچان لیاہے۔(میں جانتا ہوں کہ) مرنے کے بعد میرے وجود کی یہ شکل ہوگی اور میں ہمیشہ بغیر کسی تغیر کے اسی مقام پر اور اسی شکل میں زندہ رہوں گا۔[1]

شردے پرکاش دیوجی کے مطابق

عقیدہ روح کے متعلق غلام رسول نے "دگاستا" میں نقل گوتم بدھ کا قول بیان کرتے ہیں۔" میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ لوگ ویدوں کو خواہ کتنا ہی پڑھیں لیکن وہ تمام خوبیاں اور کام جن کے باعث کوئی شخص حقیقی برہمن کہلانے کا مستحق ہوتاہے ان میں نہیں پائے جاتے یہ کب ممکن ہے کہ ان کا آتما (روح) جو موہ کے جال میں پھنسا ہواہے اس جسم کو چھوڑ دینے کے بعد برہمن کے ساتھ مل جائے گا"۔[2] انہوں نے مزید کہا" میں چونکہ برہمن کو جانتا ہوں اور اس کی بادشاہت میں بسا ہوا ہوں اس لیے اس کے وصال کا راستہ میرے سوا کوئی نہیں بتاسکتا۔[3] ڈاکٹر حفیظ سید اپنی کتاب "سوانح حیات و تعلیمات بدھ "میں گوتم بدھ کا عدم روح کے متعلق ایک وعظ نقل کرتے ہیں" بھکشوو! روح کے متعلق مختلف معلمین کا یہی نظریہ ہے کہ ایسا انسان روح کے بارے میں یہ خیال کرتاہے کہ وہ یا تو روپ (مادی خصوصیات) ہے یا روپ میں شامل ہے یا روپ میں رہتی ہے یا یہ خیال کرتے ہی کہ وہ دان (احساسات) ہے یا وہ دان میں رہتی ہے یا وہ ان میں شامل ہے اس طرح بقیہ تینوں سکھندوں (تصورات، رجحانات) عقل کے بارے میں بھی سوچتے ہیں اسی طرح روح کے بارے میں ان بیسوں طریقوں میں سے کسی ایک پر یقین رکھنے سے اسے "میں" کا خیال پیدا ہوتاہے اس پانچواں حواس مذہبی صفتیں اور جہالت مل جاتی ہے یہ احساسات سے جو جہالت اور اتصال کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں حسیاتی غیر متشرع انسان اس مغالطے میں گرفتار ہوتاہے کہ میں ہوں میرا وجود ہے میں

رہوں گا میں نہ رہوں گا میں مادی صفات کا حامل رہوں گا یا نہ رہوں گا میرے تصورات ہونگے یا نہ ہونگے لیکن بھکشو و متشرع۔ (پابند مذہب بودھ) کے چیلے نے جہالت سے آزادی حاصل کر لی ہے۔[4]مظہر الدین صدیقی اپنی کتاب "اسلام اور مذاہب عالم" میں یوں لکھتے ہیں۔ عیسائیت، یہودیت اور دوسرے بڑے مذاہب کے برعکس بدھ مت کو انسانی روح کی حقیقت سے انکار ہے یہی نہیں بلکہ بدھ مت کے نظریہ کے مطابق روح کا مستقل ہونا اور اس کی ابدیت اس کی اخلاقی تمناؤں میں مزاحم ہے اور اخلاقیات اور مذہب کی کوئی تعلیم اس کے لیے کار گر ثابت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بدھ مذہب کے ہاں عقیدہ روح کے بارے میں دو نظریات پائے جاتے ہیں غالب گمان یہی ہے کہ بدھ مت میں روح کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا اور روح پر یقین رکھنا برائیوں کی جڑ سمجھا جاتا ہے اسی وجہ سے بدھ مت کے پیروکاروں کے لیے کہ وہ روح کے خیال سے پرہیز کریں۔

تناسخ اور کرم سے متعلق عقیدہ

گوتم بدھ کی پیدائش چونکہ ہندوستان میں ہوئی تھی انہوں نے وہاں کے فلسفہ کا بغور مطالعہ کیا تھا اس لیے انہوں نے انسان کا بار بار جنم لینا تسلیم کیا۔ لہذا وہ تناسخ سے انکار نہ کر سکے لیکن چونکہ وہ روح کے قائل نہ تھے اسلئے اس مسئلہ کا حل کرم کے نظریہ کی صورت میں پیش کیا۔ بقول گوتم بدھ "بھکشو! یہ جسم تمہارے جسم ہیں نہ دوسروں کے تمہیں یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ گزشتہ زمانے کے اعمال ہیں جو خواہش اور میلان کی وجہ سے مجسم ہو گئے ہیں۔ مادی بقاء کی آرزو کے سبب سے ایک وجود بن گئے ہیں اور محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ محمد اسماعیل ہاتف رقمطراز ہیں" گوتم بدھ تناسخ کے بھی قائل ہیں اور ان کا نظریہ ہے کہ ایک جنم کے اچھے اور برے اعمال کا اثر دوسرے جنم میں منتقل ہوتا ہے اور انسان دوسرے جنم میں پہلے جنم کے کرم کا پھل کھاتا ہے"۔[5] جبکہ کرم کے نظریہ سے متعلق گوتم بدھ کا کہنا ہے "کرم کے قانون نے ایک اخلاقی قوت کی شکل اختیار کر لی جو ساری دنیا پر حاوی ہے۔[6] نظریہ کرم کی تعریف ڈاکٹر حفیظ سید نے ان الفاظ میں کی ہے۔" نظریہ کرم کے ماتحت جیسے ہی کوئی حیوان (انسان، جانور، دیوتا) مرتا ہے اس کے لیے ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے اس کے جنم کا ماحول، فطرت اور مستقبل اچھا اور برا کرم طے کرتا ہے جو اس نے پہلے کیا ہوتا ہے"۔[7] مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ انسان کے گزشتہ اعمال کی روشنی میں اس کے دوبارہ جنم کا تصفیہ کیا جاتا ہے اس معاملے میں گوتم بدھ نے ہندو مذہب سے مماثلت اختیار کی کیونکہ یہ عقیدہ ہندو مذہب میں بھی پایا جاتا ہے لیکن گوتم بدھ نے اس عقیدہ کو مزید پروان چڑھایا اور بہت ترقی دی

نروان (نجات)

بدھ تعلیمات کے مطابق نروان ہی وہ اعلی ترین منزل ہے جسے حاصل کر کے مکتی حاصل کی جا سکتی ہے یہ وہ منزل ہے جو بدھ تعلیمات میں سب سے اعلیٰ درجہ کی حامل ہے اس نظریہ کے مطابق یہ ایسی حقیقت ہے جو انسانی ذہن کے احاطہ ادراک میں نہیں آسکتی۔ بدھ لوگوں کو بتانا چاہتے تھے کہ نروان کا حصول ہی تمام دکھوں سے نجات کا ذریعہ ہے اور یہی انسان کی حقیقی منزل ہے۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل اور نروان کی عامیانہ وضاحت کی غرض سے انہوں نے عام ذہنی سانچوں سے مستعار لی ہوئی تعبیرات سے استفادہ کیا جو بہر حال ناگزیر تھا۔ بدھ مت میں نروان کی تشریح کے لیے جو استعارات اور تشریحات مستعمل ہیں وہ زیادہ تر منفی نوعیت کی ہیں اس طرح معلوم حقائق کی نفی کر کے نروان حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ بدھ مت کی ادبیات میں جا بجا نروان کے لیے غیر مخلوق غیر مرکب دوسرا کنارہ، لافانی، غیر متعلق، لا محدود، رہائی، عدم جذباتیت اور عظیم چھٹکارا جیسی

تعبیرات ملتی ہیں ایک جگہ گوتم بدھ کے الفاظ میں نروان حقیقت یوں ظاہر کی گئی ہے "بھکشو وایک ایسی کیفیت موجود ہے جہاں نہ خاک، پانی، آگ، ہوا، نہ لامکانیت ہے، شعور کی لامحدودیت، عدم شعور ہے اور نہ غیر عدم شعور، یہ دنیا ہے نہ دوسری دنیا، سورج ہے نہ چاند اور ہاں بھکشو میں کہتا ہوں وہاں آنا ہے نہ جانا، ٹھہرنا ہے نہ گزرنا، نہ ہی وہاں پیدائش ہے وہ کسی حرکت اور بنیاد کے بغیر ہے بے شک یہی نروان ہے۔"

اسلام میں روح کا تصور

روح کے لغوی معنی

علامہ مرتضیٰ زبیدی روح کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔ "روح وہ قوت ہے جس سے انسان کی حیات قائم ہے اللہ نے کسی کو اس حقیقت کا علم نہیں دیا" "روح وہ ہے جس کے ذریعے انسان سانس لیتا ہے اور یہ پورے جسم میں جاری و ساری ہوتی ہے پھر جب یہ نکلتی ہے تو انسان سانس نہیں لے سکتا اور جب مکمل طور پر جسم سے خارج ہو جائے تو انسان کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں اور یہاں تک کہ انہیں بند کرنا پڑتا ہے فارسی میں اسے جان کہتے ہیں"۔[8] علامہ ابو السعادات المبارک بن محمد الاثیر الجزری روح کے بارے میں بیان کرتے ہیں قرآن وحدیث میں روح کا کئی بار ذکر آیا ہے اور روح کا کئی معنی پر اطلاق ہوتا ہے روح کے معنی جس سے جسم قائم رہتا ہے یعنی جس کے سبب جسم میں حیات ہوتی ہے اس کے علاوہ اس کا اطلاق وحی، رحمت اور جبرئیل پر ہوتا ہے۔۔[9] ایک اور جگہ روح کے بارے میں علامہ سید مرتضیٰ حسینی زبیدی اپنی کتاب "تاج العروس" میں لکھتے ہیں۔ روح اور نفس ایک چیز ہے روح کا لفظ مذکر کے لئے اور نفس مونث کے لئے بولا جاتا ہے۔ روح اور ریح ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

روح کا اصطلاحی معنی

اسلامی مفکر امام غزالی نے اپنی کتاب "انسانی روح کی حقیقت" میں روح کے نکتہ نظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں "روح جسم کی صورت کی طرح ایک صورت ہے اس کی آنکھیں، ہاتھ، کان اور پیر ہیں وہ انسان کے بدن میں ایک جسم لطیف ہے یہ انسانی جسم میں اس طرح حلول کیے ہوئے ہے جس طرح گلاب کے پانی کا گلاب میں حلول ہوتا ہے۔۔"[10] علامہ سید شریف جرجانی لکھتے ہیں۔

> "روح انسانی ایک لطیف شے ہے جو اپنے اندر علم و ادراک رکھتی ہے اور یہ عالم امر سے نازل ہوئی ہے
> عقل اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔ یہ روح کبھی بدن سے مجرد ہوتی ہے اور کبھی بدن سے متعلق ہوتی ہے
> اور اس میں تصرف کرتی ہے"۔[11]

امام اہلسنت متوفی (134) ہجری شارح بخاری علامہ عینی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ "روح ایک جوہر لطیف نورانی ہے کہ علم سمع وبصر وغیرہ آتما ادراک رکھتی ہے کھانے پینے سے بے نیاز گھلنے بڑھنے سے بری ہے اسلئے فنا بدن کے بعد باقی رہتی ہے اسے بدن کی طرح اصلاً احتیاج نہیں۔ ایسا جوہر عالم آب و گل سے نہیں ہوتا بلکہ عالم الملکوت سے تو اس شان یہ ہے کہ بدن کا خلل پذیر ہونا اسے کچھ نقصان نہ پہنچائے جو بات موافق ہو اس سے لذت پائے جو مخالف ہو اس سے درد پہنچے[12] امام عبد اللہ بن مبارک نے اپنی سند کے ساتھ حدیث بیان کی۔ "اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کافر کے لئے بہشت اور مسلمان کے لئے قید خانہ ہے جب

مسلمان کی جان نکلتی ہے تو ایسے ہی جیسے کوئی شخص زندان سے آزاد ہو گیا ہو اور زمین میں اپنی مرضی سے چلنے پھرنے لگا ہو"" ۔[13] امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ہجری میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا۔" مسلمانوں کی روحین علین میں ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافر کی روحیں سجین میں قید ہیں" مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے " مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں[14] شاہ صاحب اپنی مشہور تصنیف " الطائف القدس" میں فرماتے ہیں۔ " نسمہ " ایک لطیف جسم ہوتا ہے جس کو " جسم ہوائی" کہا جاتا ہے وہ انسان کے تمام بدن میں سرایت کیے ہوئے ہوتا ہے۔ وہ فنا نہیں ہوتا بلکہ موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔[15] تصور روح قرآن مجید کے تناظر میں انسان میں اس جسم کے علاوہ کوئی اور چیز موجود ہے جسے روح کہا جاتا ہے وہ اللہ کے حکم اور عالم امر سے ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا [16]. کہہ دو کہ روح اللہ کے امر میں سے ہے اور تمہیں اس کا بہت قلیل علم دیا گیا ہے۔ روح کے ضمن میں مختلف مفکرین اور اطبا کی آراء موجود ہیں جو روح حیوانی کو ہی روح انسانی کہتے ہیں۔ ایک قول ہے کہ روح انسانی بدن میں حلول کیے ہوئے ہے اور بعد حلول کے اس سے متحد ہو گئی جیسا کہ نمک پانی میں حلول کرنے کے بعد متحد ہو جاتا ہے اور افلاطون جس کا یہ عقیدہ ہے کہ روح ایک ہوا ہے جو بدن میں سرایت کیے ہوئے ہے اطباء جو کہتے ہیں کہ مدبر بدن کی حررات عزیزی ہے۔

تصور روح احادیث مبارکہ کی نظر میں

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ کے ایک کھیت میں جارہا تھا آپ ﷺ اس وقت کھجور کی لکڑی سے ٹیک لگائے ہوئے تھے یہودیوں کی ایک جماعت پاس سے گزری۔ مگر ان لوگوں نے کہا ابو القاسم روح کے متعلق بتائیں کیا چیز ہے آپ ﷺ نے تھوڑی دیر توقف کیا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے جب وحی کا نزول مکمل ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا

" روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے تمہیں اس بارے میں زیادہ علم نہیں دیا گیا" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[17]

اس طرح صحیح بخاری میں حدیث ہے۔ عمر بن حفص، حفص بن غیاث، اعمش ابراہم، علقمہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینے کے ایک کھیت پر موجود تھا۔ آپ ﷺ کھجور کے درخت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے اتنے میں چند یہودی اس طرف سے گزرے اور کہنے لگے کہ آو۔ ان سے روح کے متعلق سوال کریں آخر انہوں نے آپ ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کیا آپ خاموش بیٹھے رہے میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے وحی ختم ہو چکی تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اور تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم میں سے ہے اور تمہیں اس کے متعلق کم علم دیا گیا ہے

روح کے مختلف اطلاقات

قرآن مجید۔ وحی۔ امر الٰہی۔ حضرت عیسیٰ۔ جبرائیل۔ النفخ۔ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔[18] اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جان فزا چیز اپنے حکم سے وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ[19] ترجمہ: اور بے شک یہ

قرآن رب العالمین کا اُتارا ہوا ہےاُسے روح الا مین لے کر اُترا۔ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ [20] ترجمہ: روح میرے رب کے حکم سے ہے (۴) اِنَّمَا الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ وَ کَلِمَتُہٗ ۚ اَلۡقٰہَاۤ اِلٰی مَرۡیَمَ وَ رُوۡحٌ مِّنۡہُ ۫ [21] بے شک مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے مریم کی طرف پہنچا دیا اور اس (کی طرف) سے ایک روح ہے نَزَلَ بِہِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ۙ: [22] ترجمہ: اسے روح الامین (جبرائیل) لے کر اترا۔ (٦) نفخ (قرآن مجید میں جہاں بھی نفخ کا ذکر ہے وہاں روح معنی "ریح" ہے ریح ہوا کو کہتے ہیں اور ہوا کو ریح اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ روح سے پیدا ہوتی ہے یہ ہوا جب کسی خاص چیز میں داخل ہو جائے تو اس عمل کو پھونکنا کہتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔ اَنِّیۡۤ اَخۡلُقُ لَکُمۡ مِّنَ الطِّیۡنِ کَہَیۡـَٔۃِ الطَّیۡرِ فَاَنۡفُخُ فِیۡہِ فَیَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ [23] ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے (ایک پتلا) بناتا ہوں پھر میں اس میں پھونک مارتا ہوں سو وہ اڑنے والا پرندہ ہو جاتا ہے۔

قرآن اور وحی کو روح کہنے کی وجہ

جس طرح بدن کی حیات کے لئے روح ہے اسی طرح روح کی حیات کے لئے وحی ہے قرآن حکیم میں کافر کو میت (مردہ) اَوَ مَنۡ کَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰہُ وَ جَعَلۡنَا لَہٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِہٖ فِی النَّاسِ [24] وہ مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس کے لئے نور پیدا فرمایا وہ اس کے ذریعے لوگوں میں چلتا ہے۔ اکثر مفسرین کرام نے سورۃ الشوری کی آیت کے تحت لکھا ہے کہ یہاں قرآن مجید کو روح کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جس طرح روح سے جسم زندہ رہتا ہے اسی طرح قرآن حکیم دلوں کو دائمی زندگی عطا کرتا ہے اور جہالت و کفر کی موت سے نجات بخشتا ہے۔ پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں۔ "روح سے وحی مراد ہے جس طرح روح پر ہر چیز کی زندگی کا دار و مدار ہے ہے اسی طرح وحی الٰہی حیات بخش ہے زندہ ہونے کو تو لوگ نزول قرآن سے پہلے بھی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن اس روح کے نزول کے بعد حجاز کے صحراؤں میں جس حسین و جمیل زندگی کے چمنستان آباد ہوئے اس سے تو دنیا کی نگاہیں آشنا نہ تھیں"۔ [25] علامہ زبیدی نے کہا کہ قرآن، وحی اور امر الٰہی کو روح اس لئے کہا گیا ہے لانہ حیاہ من موت الکفر" [26] کیونکہ یہ کفر کی موت سے حیات ہے۔

روح کے اوصاف

سید عبد العزیز دباغ نے روح کے اوصاف بیان کیے ہیں

طہارت

روح کا وصف طہارت ہے طہارت سے مراد وہ صفاتی وصف ہے جس پر وہ روح پیدا کی گئی ہے اور اسکی دو قسمیں ہے ایک معنوی اور دوسری حسی، حسی طہارت تو اس لئے ہے کہ روح نور ہے اور نور ایک انتہائی درجہ پاک اور صاف ہوتا ہے اب رہی معنوی اس سے مراد معرف باطنی اور معرفت ظاہری کا امتزاج ہے۔ اس تشریح یہ ہے کہ تمام مخلوقات خواہ وہ زبان دار ہو یا بے زبان، ذی حیات ہو یا جامد اپنے خالق کو پہچانتی ہے اور کوئی ایسی مخلوق نہیں جس کے تمام جواہر میں یہ معرفت باطنیہ نہ ہو، پھر جس پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہو جائے تو اس کے لئے باطن بھی ظاہر کی طرح ہو جاتا ہے چنانچہ وہ تمام جواہر معرف الٰہیہ کو محسوس کرنے لگ جاتا ہے اور باطن کی طرح ظاہر کے تمام اجزا بھی عارف بن جاتے ہیں اور یہی معرفت الٰہیہ کا اعلیٰ درجہ ہے جو حق تعالیٰ نے

تمام ارواح کو بخشا ہے لیکن باوجود اس کے وہ صفائی میں برابر نہیں ہوتے کیونکہ بعض ارواح کا حجم چھوٹا ہوتا ہے اور بعض کا بڑا اور اس میں شک نہیں کہ جس کا حجم بڑا ہوگا اس کے جواہر بھی زیادہ ہوں گے اس وجہ سے اسے معرفت الٰہی بھی زیادہ ہوگی۔

تمیز

یہ وصف تمیز ہے اور روح میں ایک قسم کا نور ہے جس کی مدد سے روح اشیا کی حقیقت کو کامل طور پر پہچان لیتی ہے لیکن اس پہچان کے لئے روح کسی تعلیم کی محتاج نہیں ہوتی بلکہ محض دیکھ یا سنکر ہی پہچان جاتی ہے کہ کیا ہے اس کے حالات کیا ہیں اور اسکا مبدا اور منتہی کیا ہے اور اسکا انجام کیا ہونا ہے اسے کیونکر پیدا کیا گیا ہے پھر اپنی اطلاع کے مطابق روحیں پرکھنے میں مختلف ہوتی ہیں بعض ارواح کی اطلاع قوی ہوتی ہے اور بعض کی ضعیف۔

بصیرت

اس سے مراد تمام اجزا روح میں فہم اس طرح سرایت کرتا ہے جس طرح تمام حواس یعنی بصارو و سماعت و قوت شامہ اور لمس اجزا روح میں سرایت کیے ہوئے ہیں چنانچہ علم تمام اجزا میں موجود ہے اور بصر بھی تمام اجزا میں ہے یہی حال ذوق اور لمس کا ہے لہذا جب روح ذات جسم سے محبت رکھتی ہے اور ان دونوں کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتے ہیں تو وہ اسے اس بصیرت سے مدد دیتی ہے جس کے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذات کے سامنے اور پیچھے اور اوپر نیچے دائیں بائیں اپنے تمام اجزا کے ذریعے دیکھتی ہے اور اس طرح سنتی اور سونگھتی ہے جو شان روح کی ہوتی ہے وہی جسم کی ہوتی ہے۔

عدم مداخلت

جس قدر روح کا منبع علم ہے اور جہاں تک روح کی نظر پہنچتی ہے اس سے علم کی ضد کی تمام کیفیات ایسی منتقضی ہوں کہ اس معلوم مقدار میں نہ سہو پیش آئے ہ غفلت نہ نسیان اور وح کے لئے حصول معلومات تدریجی نہیں ہوتے بلکہ اسے ایک ہی نظر میں حاصل ہو جاتا ہے بلکہ یوں ہوتا ہے کہ جب ایک چیز کی طرف متوجہ ہو تو دوسری چیز بھی اس کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ روح میں علوم فطری ہوتے ہیں اور ابتدا فطرت میں دفعتہ اسے حاصل ہو چکے ہیں پھر یہ علوم اس کے لئے قائم رہتے ہیں جیسے اسکی ذات قائم ہے عدم غفلت سے مراد اور یہ وصف پر روح میں موجود ہے صرف مقدار علم میں فرق ہوتا ہے بعض کے علوم قلیل ہوتے ہیں بعض کے کثیر۔

سریان

قوت سریان اور یہ اس طرح کہ حق تعالی نے روح کو طاقت دی ے کہ وہ اجرام کو پھاڑ کر اس میں داخل ہو جائے چنانچہ یہ پہاڑوں، پتھروں، چٹانوں اور دیواروں کو پھاڑ کر ان میں گھس جاتی ہے اور ان کے اندر جہاں چاہتی ہے چلتی پھرتی ہے اور روح جب ذات سے محبت کرنے لگے اور اسے اپنا ساتھی بنانا چاہے تو روح اس قوت کی مدد سے جسم کی مدد کرتی ہے اور وہ جسم بھی وہی کام کرنے لگ جاتا ہے جو روح کرتی ہے۔

علمائے اسلام کا نظریہ روح

" دراصل روح ایک لطیف جوہر ہے جو جاندار کے بدن میں اس طرح سرایت کیے ہوئے ہے تمام بدن اس کے لئے قالب کا مثال ہے اور وہ اس سے ایک آلہ کی طرح تمام کام لیتا ہے۔ اور یہ تمام اعمال روح کے خواص کہلاتے ہیں یا یوں کہ وہ ایک لطیف

جسم ہے اور تمام بدن اس کے لئے بمنزلہ لباس کے ہیں اور بعض علماء نے روح اور بدن کی مثال یہ دی ہے کہ روح ایک سوار ہے اور بدن اس کی سواری، غرض ان علماء کے نزدیک ایک مستقل لطیف جسم ہے جس کا ظاہری مظہر بدن ہے۔ ہم ایک انسانی جسم کو دیکھتے ہیں کہ وہ کبھی ایک بچہ، جوان پھر بوڑھا ہے اس کے ان تمام تغیرات کی حالت میں وہی انسان ہے جو ابتداً موجود تھا۔ پس اگر روح فقط اس مبدہ حیات کا نام ہو تا جو قلب میں لطیف بخارات کو جمع ہونے سے عالم وجود میں آتا ہے اس مزاج کا نام جو عناصر کی ترکیب سے بنتا ہے تو افعال واوصاف کے ان تغیرات کے ساتھ ہر لمحہ ایک انسان نیا انسان کہلانے کا مستحق ہوتا کیونکہ انسان غذا کے نعم البدل کے علاوہ کسی دوسری شے کا نام نہیں تو ان پر ہر آن بدلنے والے حالات، کیفیات اور اوصاف کی بناپر ہر لمحہ حقیقت انسان کیوں نہ بدل جائے اور جبکہ ایسا نہیں ہے۔ اور افعال واوصاف کے تغیرات کے باوجود وہ ہر حالت میں وہی ایک انسان ہے تو بلاشبہ یہ تسلیم کرناپڑے گا کہ انسان دراصل ان تغیرات فانی کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک مستقل جسم لطیف ہے جو لڑپن، جوانی، بڑھاپا، چھوٹائی، بڑآئی ہر حالت میں غیر متبدل طور پر موجود ہے اور بدن کے تغیرات کے اثرات قبول کرنے کی استعداد تام رکھتا ہے۔ اسی جوہر یا لطیف جسم کا نام روح ہے جو بدن پر موت طاری ہونے کے باوجود بھی نہیں مرتی اور اپنے افعال وخواص کے اعتبار سے باعالم قدس سے تعلق رکھتی ہے اور باعالم خبیث سے۔

امام فخر الدین رازی(543-606)

ابن مسکویہ کا کہنا ہے کہ مادہ ایک وقت میں ایک شکل اختیار کر سکتا ہے لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے اندر ایک ایسی قوت موجود ہے جو بیک وقت کئی اشیاء کا حسی ادارک حاصل کر لیتی ہے۔ یا یوں کہیے کہ کئی شکلیں اختیار کر لیتی ہے یہ قوت روح ہے جسے اپنی خصوصیت کی بناپر مادی قرار دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ابن مسکویہ کے خیال کے مطابق انسان کے اندر روح ایک مستقل بالذات غیر مادی جوہر ہیں۔ امام صاحب روح کی حقیقت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

> "حکماء نے کہا ہے کہ روح ایک جوہر ہے جو مقدار اور جسم سے مجرد ہے اور بدن سے اس کا تعلق تصرف اور تدبیر کا ہے اس دعوی کی تصدیق کے لیے انہوں نے دلائل بیان کیے ہیں"۔

☆ذات واجب الوجود تقسیم کو قبول نہیں کرتی۔

☆ہم دریاوں اور پہاڑوں کی صورتوں کو ذہن میں لاسکتے ہیں جب یہ صورتیں ذہن میں آجاتی ہیں ان کا محل جسمانی ہے یا روحانی اور محال ہے۔

☆ اگر حیات علم اور قدرت کا محل، جسم کی جزیں ہو تو دو حال سے باہر نہیں ہو گا یا تو جسم کی ہر ایک جزو کے ساتھ ایک علم مع اپنی تعریف کے قائم ہو گا یا ہر ایک جزو کے مجموعہ کے ساتھ۔

☆ ہر ایک آدمی بدہی عقل سے اس بات کو جانتا ہے ہے فلاں آدمی وہی ہے جو اس وقت سے دس سال پہلے تھا۔

☆ کسی مہم میں مشغول ہونے سے اپنی حقیقت سے غافل نہیں ہوتے۔

☆ چالیس سال کے بعد انسانی اعضاء میں نقصان آجاتا ہے اور عقلی قوت بڑھتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ عقلی قوت جسمانی نہیں۔

☆ جس جسم میں کوئی نقش ظاہر ہو جب تک اس میں وہ نقش باقی رہتا ہے کوئی دوسرا وہاں نہیں آسکتا۔

☆انسان اپنے تمام اعضاء کی اپنی طرف مضاف کرتا ہے اور کہتا ہے میرا سر، میرے پاوں، میرا دماغ وغیرہ کی فکر کرنا، گرمی اور خشکی کا باعث ہے اور فکر نفس کے کمال کا باعث ہے۔ خواب جسمانی قوتوں کے نقصان کا باعث ہے۔ کیونکہ نیند کے قوت بصرہ اور سامعہ وغیرہ معطل اور بیکار رہ جاتی ہے۔ لیکن نیند روحانی قوتوں کے قوی ہونے کا موجب ہے۔ کیونکہ جب آدمی سو جاتے ہیں تو ان کے ارواح کو زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے۔[27]

امام صاحب کا کہنا ہے کہ اکابر حکماء کی جماعت میں کہا ہے کہ انسان کی روح ماہیت میں برابر ہے اور صفتوں اور فعلوں کا جو اختلاف ہے وہ مزاجوں کے سبب ہے اور ہماری رائے یہ ہے کہ انسان کی روح ایک جنس ہے اور اس کے ماتحت بہت سے انواع ہیں۔ قرآن وحدیث سے اس پر دلائل موجود ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ترجمہ "اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے بشریٰ ارواح ماہیت میں مختلف ہے۔[28] اسی واسطے فرمایا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ:[29] ترجمہ: اللہ کی فطرت یہ ہے جس پر انسانوں کو پیدا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی خلق میں تبدیلی نہیں۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں کہ انسانی ارواح کی دو قوتیں ہیں ایک قوت نظری، دوسری قوت عملی۔ نظری قوت وہ ہے کہ آدمی کی روح اس قوت کے ذریعے سے جسموں میں تصرف ہوتی ہے۔ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۙ:[30] مثلا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اور مجھ کو صالح لوگوں میں شامل کر۔ اس میں یہ قوت ھب لی حکماء نظری قوت ہے۔ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ:[31] ترجمہ "اور وصیت کی مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کی یہ قوت عملی کا کمال ہے۔ نظری قوت وہ ہے جس کے ذریعے جوہر روح ان قدسی صفایوں اور عقلی صورتوں کے قبول کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے جس کا فیضان مفارقات اور مجردات کی طرف سے اس پر ہوتا ہے جب روح کی جسم سے مفارقت ہوتی ہے تو وہ محض روحانی ہوتا ہے۔ اور ملائکہ کی جنس میں شمار کیا جاتا ہے۔[32] يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ۖ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَ ادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔[33] اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس لوٹ جا کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنّت میں آ" امام رازی کہتے ہیں کہ روح زندگی رکھتی ہے لیکن علم نہیں رکھتی، مادہ سے متحد ہونے اور اپنے اندر ایسی اشکال پیدا کرنے کی مشتاق ہے جو جسمانی مسرتوں کے حصول کی صلاحیت رکھتی ہو لیکن مادہ فرار ہے۔ اس لیے خالق اپنی مہربانی سے اس دنیا کو اس کی پائیداری اشکال کے ساتھ پیدا کرتا ہے تاکہ روح کو اس سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دے اور انسان کو پیدا کرے لیکن خالق اپنی الوہیت سے بہرہ ور ہونے والی عقل بھی بھیجتا ہے تاکہ وہ اپنے مسکن (میکا) یہی جو آدمی ہے خوابیدہ روح کو بیدار کرے اور تعلیم دے کر یہ پیدا کی ہوئی دنیا اس کا حقیقی گھر اور اس کی مسرت و امن کا مقام نہیں۔ ہر آدمی کے لیے مادہ کی بندشوں سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے وہ فلسفہ کا مطالعہ ہے۔ جب تمام انسانی روحین ان بندشوں سے نجات حاصل کر چکیں گی تو دنیا فنا ہو جائے گی اور وہ مادہ جن کی شکل اور صورت نہیں اپنی ابتدائی حالت کی طرف لوٹ جائے گا"۔[34]

بدھ مذہب کا اسلام کے ساتھ تقابل

مرکزی نقطہ نظر

بدھ مت نے رسولوں عبادات کو بغیر نفس کی اصلاح کے بے کار قرار دیا ہے اور گوتم بدھ کے پیغام کا مرکزی نقطہ نظر اصلاح تھا جبکہ اسلام میں محض رسومات کا انکار ہے جن عبادات کو فرض قرار دیتا ہے ان کا مقصد تقویٰ اور اصلاح ہے

خواہشات نفسانی

بدھ مت نے حرص وہ ہوس کو تمام تکالیف اور مصاءب کا سرچشمہ قرار دیا ہے اسی لیے گوتم بدھ اپنے پیروکاروں کو حکم دیتا تھا کہ حرص وہوس کی سرکش اونٹنی کو ذبح کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خواہش نفس کو کچلنے کی بجائے اسے دین اسلام کے قوانین کے تابع کرنے کا حکم دیا ہے۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا

اور جو انسان اپنے نفس کی پیروی کرے اسلام اسے گناہ گار اور نادان قرار دیتا ہے۔

اتفاقیات

گوتم بدھ نے مثبت راہ تعلیم کے بھی اصول بتاے ہیں یعنی صدق عقیدت، صدق ارادہ، راست گوئی اور راست بازی وغیرہ مفہوم کے اعتبار سے راہ تعلیم کے یہ اصول اسلام تعلیمات کے خلاف نہیں اور اسلام بھی ان چیزوں کی ترغیب دیتا ہے۔اس طرح گوتم بدھ نے زنا، چوری، نشہ اور رقص وغیرہ پر پابندی لگائی ہے اور جانوروں کو اذیت دینے سے منع کیا ہے کیونکہ اس کے نزدیک یہ چیزیں سچی راحت حاصل کرنے میں رکاوٹ ہیں اور اسلام نے بھی ان چیزوں سے منع فرمایا ہے تاہم موذی جانوروں کو مارنا اسلام میں جائز ہے بدھ مت میں یہ بھی جائز نہیں۔

اطمینان قلب

گوتم بدھ کی تعلیمات کا اصل مقصد "نروان" یعنی اطمینان قلب کا حصول ہے جو خواہشات کو ختم کر کے ہی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اسلام میں گو اطیمنان قلب کی اہمیت مسلم ہے اس کے حصول کا ذریعہ "ذکر الہیٰ" میں مشغولیت ہے۔بدھ مت میں خواہشات کو کچل کر ختم کرنا اور اطمینان قلب حاصل کرنا مقصود بالذات ہے جبکہ اسلام کا نظریہ اس سے پہلے واضح ہو چکا ہے او رنروان حاصل کرنے کا وہ طریقہ جو بدھ مت میں ہے اسے غیر فطری قرار دیا گیا ہے۔

رہبانیت

گوتم بدھ اپنے پیروکاروں کو رہبانیت کی تعلیم دیا کرتا تھا کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور اعزہ و اقرباء سے کٹ کر خانقاہوں میں رہ پڑیں جبکہ اسلام رہبانیت کا شدید مخالف ہے اور اس نے رہبانیت کو بدعت قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے اور اسلام کا دم بھرنے والوں کو معاشرتی زندگی اور ادائیگی حقوق و فرائض سے بھرپور زندگی گزارنے کا درس دیا گیا ہے۔

متعدی امراض

بدھ مت میں درویش بننے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ شخص کسی متعدی مرض میں مبتلا نہ ہو جب کہ اسلام میں بیمار اور تندرست کی کوئی تفریق نہیں اور اسلام نے نظریہ چھوت چھات کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

شرائط داخلہ

بدھ مت درویش بننے کے لیے جن شرائط عائد کرتا ہے اسلام نے کبھی بھی انہیں تحریری طور پر در کنار زبانی طور پر بھی بیان نہیں کیا اور نہ ہی ان کا اعتبار کیا ہے بلکہ صرف اتنا کہا ہے کہ قبولیت اسلام کے لیے تصدیق قلبی کے ساتھ ساتھ توحید و رسالت کا زبانی قرار کر لینا کافی ہے۔مردہ کو دفن کرنا بدھ مت میں مردے کو زمین ہی میں دفن کر کے اوپر سے مٹی برابر کر دی جاتی ہے اور اوپر گول سا کتبہ لگا دیا جاتا ہے ایصال ثواب بھی جائز ہے جو باقاعدہ خدا کا نام لیکر کیا جاتا ہے اور یہ لوگ حلال چیزیں ہی

کھاتے ہیں خنزیر اور دوسرے درندے یہ لوگ بالکل نہیں کھاتے اس لیے عین ممکن ہے کہ یہ لوگ بھی اہل کتاب ہوں اسلام اور بدھ مت میں وجوہ اتفاق دونوں مذاہب میں تزکیہ نفس پر زور دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىۙ۔[35] پس وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کا تذکیہ کیابدھ مت میں تذکیہ نفس کا ایک پورا نظام موجود ہے بدھ مت کا عظیم مقصد خواہشات پر قابو پانا ہے۔ دونوں مذاہب میں دنیا کی محبت کو سب برائیوں کی جڑ بتایا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "دنیا کی محبت ولالچ تمام برائیوں کی جڑ ہے" دونوں مذاہب میں مذہبی کتب کی تقدیس اور احترام کا شدید جذبہ پایا جاتا ہے۔ دونوں مذاہب میں مقامات مقدسہ کی زیارت کرنا باعث ثواب ہے گوتم بدھ کہتے ہیں کہ چار جھگیں ایسی ہیں جسے آدمی کو جذبہ کے ساتھ دیکھنا چاہیے بدھ کی جائے پیدائش اور اس کے حصول معرفت کا مقام، وہ مقام جہاں اس نے پہلی بار تبلیغ کی اور دھرم کے چکر کو حرکت میں لایا، اور وہ مقام جہاں نروان حاصل کر کے رخصت ہوئے۔ محمد عربی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

> "تین مساجد کے علاوہ کسی جگہ کے لیے ثواب کی نیت سے سفر نہ کیا جائے۔ مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ۔

دونوں مذاہب میں اپنے اعزہ ورفتگان کے نام سے صدقہ اور خیرات کرنا مشروع ہے بدھ عبادت گزار اپنے اعزہ ورفتگان کے نام سے لباس، ظروف اور دوائیں رہبوں کے لیے کھانا پیش کرنا۔ اسلام میں بھی حنفی مذہب کی رو سے میت کی جانب سے صدقہ اور خیرات کرنا، قربانی دینا۔ قرآن خوانی کرنا اور فقیروں کو کھانا کھلانا باعث ثواب سمجھا جاتا ہے۔ دونوں مذاہب میں رسولوں کے تبرکات سے تبرک لینا جائز ہے گوتم بدھ کے مرنے کے بعد اس کے ارضی باقیات جیسے ان کے دانت اور بالوں کو بڑی احتیاط سے محفوظ کر لیا گیا تھا تمام اشیاء زیارت گاہوں میں رکھی ہوئی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنے بالوں کا حلق کرنے کے بعد حضرت طلحہؓ سے کہا ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو۔ دونوں مذاہب میں کامیابی کا دارومدار ضبط نفس اور خواہشات پر کنٹرول بتایا جاتا ہے۔

اسلام اور بدھ مت میں وجوہ اختلاف

اسلام توحید کا قائل ہے اور بدھ مت خدا کا ہی منکر ہے۔ اسلام عقیدہ آخرت کا قائل ہے اور بدھ مت اس کا منکر ہے بدھ مت دیگر ہندوستانی مذاہب کی طرح پورن جنم پر یقین رکھتا ہے۔ اسلام مورتی پوجا کا شدید مخالف ہے جبکہ بدھ مت میں ان کے مرنے کے بعد پانچ صدی بعد میں ایسا ہوا کہ ان کی نمائندگی ان کی مورتی سے ہونے لگی آج بدھوں کی عقیدت مندانہ زندگی میں مورتی پوجا مرکزی مقام رکھتی ہے۔ اسلام میں اصل مقصود رضائے الٰہی کا حصول ہے جبکہ بدھ مت میں ہر بدھ نروان کو اپنا منتہائے مقصود تصور کرتا ہے۔ بدھ مت رہبانیت کا قائل ہی نہیں ہے بلکہ رہبانیت کے بغیر پورن جنم سے چھٹکارا ہی ممکن نہیں جبکہ اسلام میں رہبانیت حرام ہے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔[36]

خلاصۂ بحث

اس مقالے میں بدھ مت اور اسلام میں روح کے تصور کو تحقیقی و تقابلی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بدھ مت روح کے مستقل وجود کا انکار کرتا ہے اور انسانی زندگی کو کرم اور تناسخ کے اصولوں سے وابستہ قرار دیتا ہے، جہاں ہر نیا جنم پچھلے اعمال کا نتیجہ سمجھا جاتا

ہے اور نجات کا مقصد نروان یعنی خواہشات کے خاتمے اور دکھوں سے آزادی میں مضمر ہے۔ اس کے برعکس اسلام روح کو اللہ کے حکم سے پیدا ہونے والی ایک لطیف و ابدی حقیقت قرار دیتا ہے جو جسمانی زندگی کے ساتھ وابستہ رہنے کے بعد موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور اعمال کی بنیاد پر اخروی جزا و سزا کی مستحق بنتی ہے۔ قرآن و حدیث میں روح کی حقیقت کو ایک الٰہی راز قرار دیا گیا ہے جو انسانی عقل کی رسائی سے ماوراء ہے۔ دونوں مذاہب تزکیہ نفس، اخلاقی پاکیزگی اور دنیاوی لالچ سے بچنے کی تعلیم دیتے ہیں، تاہم بنیادی فرق یہ ہے کہ بدھ مت روح کی بقا کو تسلیم نہیں کرتا جبکہ اسلام میں روح کو انسانی وجود کی اصل حقیقت اور اخروی کامیابی کی بنیاد مانا گیا ہے۔ اس طرح یہ مطالعہ واضح کرتا ہے کہ دونوں مذاہب کا مشترکہ ہدف انسانی اخلاقی و روحانی اصلاح ہے لیکن ان کی مابعد الطبیعیاتی اساسات ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہیں۔

حوالاجات

[1] تاریخ تمدن ہند، ص90

[2] ایضاً ص، ۹۳

[3] ایضاص، ۹۵

[4] حفیظ، سید، ڈاکٹر، (سوانح حیات و تعلیمات گوتم بدھ) سلسلہ مطبوعات، انجمن ترقی اردو، (ہندی) دہلی، 1942، ص80

[5] گوتم بدھ، رسالہ زمانہ کانپور، (1903-1942) سے انتخاب، ص2

[6] تاریخ تمدن ہند، ص91

[7] گوتم بدھ، (سوانح حیات و تعلیمات) ص82

[8] علامہ سید، مرتضی حسنی زبیدی، تاج العروس، جلد6، ص407، مطبوعہ مطعبہ میمنہ، مصر، ہجری1306

[9] النہایہ،، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1418 ہجری، جلد۲۱، ص246

امام غزالی، انسانی روح کی حقیقت، جلد2، ص [10] 155

۔ التعریفات،، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، ص [11] 82

[12] الفتاوی۔ الرضویۃ، المخریجۃ فی ضمن الرسالۃ المبارکۃ المسمات الوفاق بین سماع الدقین وجواب الیمین، ص889/890

[13] کتاب الزھد والرقائق، لابن المبارک، باب فی طلب الحلال، برقم:552، ص330

[14] شرح الصدور، باب مفر الارواح، ص236

[15] بحوالہ فیض الباری، ص334، جلد3

[16] القرآن، بنی اسرائیل:۸۵

[17] جامع ترمذی، جلد دوم، ص450-451

القران، الشوری، [18] ۴۲:۵۲

۔ القران، الشعرا، ۲۶:۱۹۲۔ [19] ۱۹۳

۔ القران، آل عمران، [20] ۳:۴۳ـ۶۳ـ۷

القران، النساء، ۴: [21] ۱۱۸

القران، الشعرائ۲۶۹: [22] ۱۹۳

القران، آل عمران، [23] ۳:۴۹.

القران، الانعام [24] ۶:۱۲۲۔

[25] الازہری، کرم شاہ، پیر، ضیاء القران، جلد ۲، ص، ۵۵۶

[26] .: تاج العروس، جلد، ٦، ص، ۴۰۹

[27] رازی، فخر الدین، اسرار التنزیل، ترجمہ تحقیق جلیل، ص174

[2828] امام نودی، ریاض الصالحین، ص112

[29] القرآن، الروم،:30۔

[30] القرآن، الشعراء:83

[31] القرآن، مریم،:31

[32] فخر الدین رازی، اسرار التنزیل، ص78

[33] القرآن، الفجر:27-30

[34] دائرۃ المعارف، حم،10، ص111-112

[35] القران، الاعلی:۱۴

[36] مولانا انیس احمد فلاحی مدنی، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ۔ ۳۳۰۔۳۳۷